

پرامن معاشرے میں تعلیم کا کردار

The Role of Education in the Establishment of Peaceful Society

تئویر ہما انصاری*

Abstract

Education play main role in modern society and main purpose of education is to create a society characterized by holiness and reconciliation so that society is filled with a spirit of sympathy, sadness and good will. In no time has the usefulness of education and its spirituality been devalued. Education is recognized as a symbol of the greatness the living nations and civilized society. Educated society reflects patience humble, grateful, fear and the most important habit such as determination and become an integral part of life. Even the educated society is considered to be a true pioneer of courage and human values. Education plays a positive role in empowering the weakest society. On the other hand educated people can think of the happiness and the well-being of humanity due to the light knowledge and their sincere efforts when working in this society so of course this will directly benefit those who are weak and ignorant in the society and the key to maximizing humanity. The light of education should also go to homes that are deprived of wealth and helplessness. It also means abiding by the law showing respect to women and helping the weak. Controlling bad temper and language being polite and following proper etiquette in a gathering is also part of good social behavior. In short good social behavior is living decently, peacefully, and with dignity among others without hurting or disturbing them. Good social behavior helps us live amicably in our society. It promotes good will and understanding among people and cultivates a clean, healthy environment for all citizens.

Keywords: Education, peaceful society, confidence, knowledge.

پرامن معاشرے میں تعلیمات کا کردار

کسی بھی دور میں تعلیم کی افادیت اور اس کی روحانی ضرورت سے منہ موڑا نہیں جاسکتا۔ تعلیم کو زندہ قوموں اور مہذب سماج کی بالادستی اس کی عظمت کی علامت گردانا جاتا ہے۔ تعلیم یافتہ معاشرے کی پہچان صبر، انکساری شکر گزاری، خوف خدا اور عزم و استقلال جیسی اہم ترین عادات زندگی کا جزو لاینفک بن جاتی ہیں۔ حتیٰ کہ تعلیم یافتہ سماج باحوصلہ، بلند ہمت اور انسانی اقدار کا سچا علمبردار مانا جاتا ہے۔ اسی کے ساتھ یہ بھی کہنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ تعلیم کمزور ترین سماج کو طاقتور بنانے میں مثبت کردار ادا کرتی ہے۔ تعلیم کا اصل مقصد یہی ہے کہ پاکیزہ اور صلح افکار سے متصف معاشرہ کی تشکیل عمل میں آئے تاکہ سماج ہمدردی، غمگساری اور خیر سگالی کے جذبہ سے معمور ہو۔ ادھر تعلیم یافتہ افراد نور علم اور اپنی سنجیدہ کاوشوں کی بدولت نوع انسانیت کی سعادت و کامرانی کی فکر کر سکیں جب معاشرے میں اس نوعیت

*ریسرچ اسکالر، شعبہ تقابل ادیان و ثقافت اسلامی، جامعہ سندھ، جام شورو

سے محنت کی جائے تو یقیناً براہ راست اس کا فائدہ اہل علم کو ہونے کے ساتھ ساتھ سماج کے ذیلے کچلے اور علم سے محروم افراد کو بھی ہو گا، اور اس صداقت سے قطعی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ تعلیم کے حصول کا جو ثمرہ ہے وہ یہی کہ بشریت کو زیادہ سے زیادہ نفع حاصل ہو تعلیم کی روشنی ان گھروں تک بھی جائے جو لاچار اور ناداری کی وجہ سے دولت علم سے محروم ہیں۔

اہمیت

علم ایک ایسی دولت ہے جس میں جہالت کے اندھیرے دور ہوتے ہیں اور انسان کے دل و دماغ آگہی سے واقف ہوتا ہے۔ یہ وہ قیمتی خزانہ ہے جس سے معاشرے کا ہر فرد مستفید ہوتا ہے۔ اور انسان کی مکمل تکمیل کا خزانہ ہے۔ علم کے ذریعہ سے انسان کی شخصیت اور روحانیت کے منازل طے کرتی ہے۔ تعلیم یافتہ افراد ایک بہترین تہذیب و تمدن اور مہذب معاشرے کو جنم دیتے ہیں۔ تعلیم سے ہی ہم اپنے علمی ورثہ اور اپنے تہذیبی و ثقافتی زیور اور اعلیٰ اقدار کو سنبھال کر اس سے مستفید ہو سکتے ہیں بلکہ ان کا تنقیدی جائزہ لے کر ماحول کے مطابق اس میں تعمیر نو کا رنگ بھر سکتے ہیں۔ تعلیم ہر انسان کی ضرورت ہے، مرد ہو یا عورت کی بنیادی ضرورتوں میں سے ایک ہے۔ تعلیم و تربیت کا سب سے بڑا ہدف یہ ہے کہ انسانی شخصیت کو اعلیٰ کردار کی چوٹی تک پہنچایا جائے۔ اسلام نے انسان کی اس عظمت کی وجہ سے یہ تعلیم دی ہے کہ ہر انسان ایک دوسرے کی عزت و تکریم کرے اور محبت سے پیش آئے۔

تعلیم کا سب سے پہلا مقصد خود اپنی ذات کی تشکیل ہے اور اپنی صلاحیتوں کا نشوونما اور ارتقاء ہے، اور یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک آپ کے سامنے زندگی کے اصول اور قانون و ضوابط نہ ہوں جس کے لیے آپ پورے کے پورے وقف ہوں جو فکر و خیال کا مرکز اور تگ و دو کا محور ہو۔ پھر یہ مقصد جتنا اعلیٰ اور آپ کی فطرت سے ہم آہنگ ہو گا اتنا ہی آپ کا ارتقاء ہو گا اور جتنی ہی یکسوئی اور الہانہ سپردگی کے ساتھ آپ اس مقصد کو اختیار کریں گے اتنی ہی قریب اور ممکن الموصول آپ کی منزل ہو گی۔ زندگی میں قیمت اور وزن کسی مقصد کو اختیار کرنے سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔ ورنہ مقصد زندگی کے بغیر انسان ایک ایسی مشمت خاک ہے جس کو ہر آنے جانے والا قافلہ اپنے پاؤں تلے روندنا چلا جاتا ہے۔¹

انسانی حیات کا ایک دوسرا دائرہ ہے جس کا تعلق مادی کائنات سے ماوراء یعنی مابعد الطبیعیاتی حقائق کے ساتھ ہے جس میں کائنات حیات انسانی کا آغاز، مقاصد تخلیق اور انجام کار کی گھمتی کو سلجھانا ہے تاکہ حیات انسانی اپنی حقیقی منازل کی جانب گامزن ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ نے ان انتہائی بنیادی اور ضروری مابعد الطبیعیاتی امور کے سلسلے میں رشد و ہدایت کا سلسلہ انبیاء کی بعثت کی صورت میں روز اول سے جا رہا ہے فرمایا جس کی آخری کڑی اور نقطہ کمال آپ ﷺ کی آمد باسعادت ہے۔

ربنا وبعث فیہم رسولاً منہم یتلوا علیہم ایتک و یعلمہم الکتب والحکمۃ و ینزکبہم انک انت العزیز الحکیم²

ترجمہ: اے پروردگار ان (لوگوں) میں انہیں میں سے ایک پیغمبر مبعوث کیجو جو ان کو تیری آیتیں پڑھ پڑھ کر سنایا کرے اور کتاب اور انائی سکھایا کرے اور ان (کے دلوں) کو پاک صاف کیا کرے۔ بیشک تو غالب (اور) صاحب حکمت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمہ امت پر ایک عظیم احسان یہ کیا ہے کہ اس نے لوگوں کی ہدایت کے لیے جناب رسول اللہ ﷺ کی بعثت مبارکہ انسانیت کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے سلسلہ رسل - علیہم السلام - کے آخری اور عظیم الشان نمائندہ جناب رسول اللہ ﷺ کی بعثت مبارکہ انسانیت کے لئے اپنا احسان عظیم گردانا ہے۔

لقد من الله على المؤمنين اذ بعث فيهم رسولا من انفسهم يتلوا عليهم اياته ويزكيهم ويعلمهم الكتب والحكمة وان كانوا من قبل لفي ضلل مبين³

ترجمہ: اللہ نے مومنوں پر بڑا احسان کیا ہے کہ ان میں انہیں میں سے ایک پیغمبر بھیجے۔ جو ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ کر سناتے اور ان کو پاک کرتے اور (اللہ کی) کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں اور پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے۔

تہذیب جماعت کی ترقی میں ابن خلدون تعلیمی جدوجہد کو سب سے زیادہ اہمیت دیتا ہے۔ علم و دانش تشکیک اربتیاب اور تحقیق سے ذہن انسانی "معاشرت و ثقافت اور روحانی زندگی میں وہی وحدت پیدا ہوتی ہے جو توحید کا مقتضائے اصلی ہے۔ تعلیم ہی سے عرفان ذات "خدا کا عرفان اور منشاء حیات اور اس کی بلند تر نصب العین اور غایت الغایات کا علم ہوتا ہے۔ تعلیم کا مسئلہ ابن خلدون کے مباحث دوگانہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ ایک تو اس کا مذہبی اور ثقافتی مسلک اور دوسرے بحیثیت علم اس جہت میں اس نے متنوع اور مختلف اضافہ عمرانیات میں ایک نئے شعبے علم یعنی عمرانیات تعلیم کا اضافہ کیا ہے۔ عمرانیات تعلیم کے نقطہ نظر سے بھی ابن خلدون کا تصور اس معنوی وحدت کا آئینہ دار ہے جو نتیجہ ہے اس کی ثقافت ذہنیت کا کہ جس کے ہر بن مومین توحید موجزن ہے۔ اس کا اصرار ہے تعلیم مذہب کے ساتھ وابستہ ہو کر اتحاد استحکام اور ترقی کی راہ ہموار کر سکتی ہے اس کے نزدیک معاشرتی اور ثقافتی جدوجہد کی منظم صورت کا اظہار تعلیمی قوتوں کے ذریعے ممکن ہے۔ اسی خیال کو دیہی اور شہری عمرانیات بدوی اور حضری زندگی کے مسائل کے سوا عروج و زوال کے نظریے میں دہراتا ہے۔ تعلیمی جمود معاشرے کی بربادی اور اس کا عام چرچا اس کی ترقی کا موجب ہوتا ہے اسلامی معاشرے کے زوال کے مجملہ اسباب میں وہ تعلیم کے انحطاط پر بہت زیادہ زور دیتا ہے۔ تعلیم کا انحطاط کا نتیجہ ہے عقیدے اور مذہب کے انحطاط ان سے بے تعلق کا۔⁴

مختصر تاریخ

کسی بھی معاشرے کے نظریہ حیات اور فلسفیانہ تصورات سے ماخوذ ہوتے ہیں۔ ہر قوم اپنے مقاصد کا تعین اپنے ملک کے تاریخی سیاسی معاشی اور معاشرتی پس منظر میں کرتی ہے۔ انسان میں تبدیلی کے ارادے کا تعلق زندگی بسر کرنے کا ارادہ سے وابستہ ہے، انسان اپنی عقل و فکر کے بل بوتے پر خود اپنی زندگی کی تعمیر و تشکیل کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ چیزوں (کے استعمال) اور لوگوں سے معاملات میں صحیح انداز اختیار کرے۔ عروج و زوال کا نظریہ جس کی توضیح میں قرآنی تصور کما حقہ حاوی و محیط ہے۔ ابن خلدون نے کیا خوب کہا ہے کہ جب کسی جماعت میں زندگی اور کائنات کے حقائق سے فائدہ اٹھانے کا ملکہ اور جذبہ باقی نہ رہے تو اس کا منزل شروع ہو جاتا ہے۔

معاشرتی زندگی کے تعمیری اجزاء میں ایک جزا بن خلدون کی تحقیق کی رو سے اتحاد عمل بھی ہے۔ افراد کے خیالات اور ارادوں کی ہم آہنگی سے جماعتی ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے۔ معاشرتی اشتراک عمل کا سب سے اہم اور سب سے اعلیٰ تصور انہی عوامل میں پوشیدہ اور انہی پر منحصر اور موقوف ہے۔ ابن خلدون کے نقطہ نظر کے مطابق مختلف جماعتوں اور ادارات کی یکجائی کا ہے۔ یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک مختلف جماعتوں اور ادارات میں اتحاد نہ پیدا ہو جائے اگر ان کے وجود سے پر اگندگی اور معاشرتی انتشار پیدا ہو جائے تو نہ صرف زندگی بلکہ تمام معاشرے کی زندگی خطرہ میں پر جائے گی۔⁵

اسلامی معاشرہ ایک مخصوص عقیدے اور نظریے کی بنیاد پر قائم دائم ہے جو اس کے تمام ادارے قوانین اور اخلاقی اقدار کا مصدر و منبع ہے۔ یہ نظریہ اسلام ہے اور اسی پر مبنی ہونے کے باعث یہ معاشرہ کہلانے کا مستحق بنتا ہے۔ چنانچہ اسلامی معاشرہ ایک ایسا معاشرہ ہے جو اسلام کو اپنے منہج حیات، دستور حکومت، قانون سازی اور زندگی کے تمام شعبوں اور انفرادی و اجتماعی، مادی و غیر مادی، مقامی و بین الاقوامی تعلقات کے سرچشمے کو طور پر اپنا چکا ہو۔

معاشرہ میں کچھ رسوم و رواج اور روایات ہو ا کرتی ہیں۔ جن روایات و اقدار کو معاشرہ قبول کرتا ہے وہ مثبت اور اخلاقی اقدار کہلاتی ہیں اور جن اقدار کو معاشرہ مسترد کرتا ہے وہ منفی یا غیر اخلاقی اقدار کہلاتی ہیں۔ مذاہب عالم عمومی طور پر اخلاقی اقدار کا بنیادی سرچشمہ ہوا کرتی ہیں اور انھیں سے اخلاقی حقوق متعین ہوتے ہیں۔ اخلاقی حقوق چونکہ رضا کارانہ نوعیت کے ہوتے ہیں اور انھیں حکومت، انتظامیہ یا عدالتوں کے ذریعہ سے نافذ نہیں کیا جاتا۔ البتہ انسان کا اپنا ضمیر اور معاشرہ کا دباؤ اخلاق حقوق کے نفاذ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

اخلاقی حقوق کے حوالہ سے اسلام کا نقطہ نظر انفرادیت کا حامل ہے۔ قرآن مجید اور احادیث نبوی میں اخلاقی تعلیمات کو پوری جامعیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ مسلمانوں کی تہذیب کا پہلا عنصر دینی عقائد اسلامی اصول زندگی اور اخلاقیات ہے۔ مگر اسلام تزکیہ نفس کی تہذیب و تربیت اس انداز سے کرتا ہے کہ اخلاقی حس بیدار ہو کر انسان کو اخلاقی حقوق و فرائض کی بجا آوری کے لیے آمادہ کرتی ہے۔ مزید برآں اسلام اس عقیدہ و نظریہ کو انسانی قلوب و اذہان میں راسخ کرتا ہے کہ انسان کی دنیاوی زندگی آخرت کی کھیتی اور امتحان گاہ ہے، جو کچھ انسان یہاں بوئے گا اسی کی فصل آخرت میں کاٹے گا اور اس دنیا کے تمام تر اعمال کے لیے حیات بعد الموت میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ہاں جو ابدہ ہونا ہو گا۔⁶

فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره ومن يعمل مثقال ذرة شرا يره⁷

ترجمہ: پھر جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرا برابر بری کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

اسلامی معاشرے کی خصوصیات

اللہ کی ہستی کا یقین اور اس کے ہر وقت موجود ہونے کا خیال عقیدہ توحید (جیسا کہ انبیاء نے تعلیم دی۔ اس کی مکمل تشریح قرآن میں پائی جاتی ہے۔ بعد کے تمام انبیاء حضرات ابراہیم کی نسل ہی سے تھے) شرافت اور مساوات انسانی کا اضطراری و دائمی تصور جو کسی مسلمان کے ذہن

سے جدا نہیں ہوتا۔ یہ وہ امتیازی خصوصیتیں ہیں جنہوں نے ابراہیمی تہذیب کو دنیا کی دوسری تہذیبوں کے مقابلہ میں ایک نئی صورت بخشی ہے۔ یہ خصوصیتیں اتنے روشن اور نمایاں طریقہ پر کسی اور تہذیب میں نہیں پائی جاتی۔⁸

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں سب انسان ایک قوم ہیں سب کے حقوق ایک جیسے ہیں تو ان میں جگھڑا کیسا۔ یہ برابری کی خصوصیت ہی مسلمانوں کو سب سے الگ کرتی ہیں، قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وما كان الناس الا امة واحدة فاختلّفوا⁹

ترجمہ: اور سب لوگ ایک ہی قوم ہیں اور وہ باہم جگھڑتے ہیں۔

عملی اتحاد کی بنیاد

تمام تفریقات امتیازات کو مٹانے کے لئے سب سے پہلی بنیاد مسجد ہے، جہاں پانچ وقت مسلمان اکٹھے ہوتے ہیں۔ جہاں غریب امیر کے ساتھ، خادم آقا کے ساتھ دوش بدوش کھڑا ہوتا ہے۔ حج کی عبادت کا بھی ایک عظیم مقصد جاہلیت کے امتیازات کو مٹانا ہے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول کریم ﷺ نے وحدت نسل انسانی کے پیغام کو دہرایا ہے۔

وحدت فکر انسانی

نسل انسانی میں مسلمانوں کے افکار و خیالات و مقاصد میں اتحاد و اتفاق پیدا کرنا اسلام کے اہم تقاضوں میں سے ہے اسلام نے نسل انسانی کو وحدت فکر کے ایسے واضح کیے ہیں جن کی پابندی انتشار فکر سے محفوظ رکھتی ہے۔ اسلام غور و فکر کی دعوت دیتا ہے بلکہ یہ بھی تعلیم دیتا ہے اپنی عقل سے کام لو اس لیے راہنمائی کے لیے کچھ اصول مقرر کیے ہیں۔

ان کی پابندی لازمی ہے وہ اصول قرآن مجید میں بیان کر دیے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو ہدایت للناس اور ہدایت للمتقین کہا ہے۔ وحدت فکر انسانی کے متعلق ارشاد الہی ہے:

ان الذين عند الله الاسلام وما اختلف الذين اوتوا الكتب الا من بعد ما جاءهم العلم بغيا بينهم¹⁰

ترجمہ: دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہے۔ اور اہل کتاب نے جو (اس دین سے) اختلاف کیا تو علم حاصل ہونے کے بعد آپس کی ضد سے کیا۔ اور جو شخص اللہ کی آیتوں کو نہ مانے تو اللہ جلد حساب لینے والا (اور سزا دینے والا) ہے۔

ان آیتوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام صرف قرآن مجید کے اصولوں کے ہی داعی تھے لیکن ان کے ماننے والے ان اصولوں کو چھوڑ کر اپنی اغراض اور خواہشات کے پیچھے دوڑ پڑے۔

نیکی کا فروغ اور برائی کا انسداد

اسلام معاشرہ کے لیے ایک ایسا ضابطہ اخلاق مقرر کرتا ہے جس سے کسی کو بھی تجاوز کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ صرف اس ضابطہ اخلاق کو خود اپنانا ہی لازمی قرار نہیں دیتا بلکہ یہ بھی حکم دیتا ہے کہ جو شخص اس سے انحراف کرنے کی طرف مائل ہو اس کو روکا جائے تاکہ معاشرہ

میں نظم و ضبط پیدا ہو۔ کیونکہ اس کے بغیر معاشرہ میں فساد اور بگاڑ ہو جاتا ہے۔¹¹
ارشاد الہی ہے:

وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان¹²

ترجمہ: نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور ظلم کی باتوں میں مدد نہ کیا کرو۔

كنتم خير امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتؤمنون بالله¹³

ترجمہ: (مؤمنو!) جتنی امتیں (یعنی قومیں) لوگوں میں پیدا ہوئیں تم ان سب سے بہتر ہو کہ نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور برے کاموں سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ اور اگر اہل کتاب بھی ایمان لے آتے تو ان کے لیے بہت اچھا ہوتا۔ ان میں ایمان لانے والے بھی ہیں (لیکن تھوڑے) اور اکثر نافرمان ہیں۔

آپ ﷺ کے معمولات میں تعلیم کو ترجیح اول حاصل رہی ہے۔ آپ ﷺ نے عظیم الشان انقلاب کی بنیاد تعلیم پر رکھی۔ "اقراء" سے آپ ﷺ نے تعلیم کا آغاز فرمایا۔ آپ ﷺ کی مسلسل جدوجہد کے نتیجے میں تینس (23) سال کے اندر ریاست مدینہ میں خواندگی کی شرح اسی فی صد (80%) سے تجاوز کر گئی۔ اس کے ساتھ آپ ﷺ نے صحابہ میں غور و فکر اور تحقیق کا ایسا ذوق پیدا فرمایا کہ ان میں ایک ایسی ٹیم تیار ہو گئی جسے اسلامی علوم کے مختلف پہلوؤں پر درجہ اختصاص حاصل ہو گیا۔

Islamic Research Index

آنحضرت ﷺ کی تعلیمی جدوجہد
آنحضرت ﷺ آج سے چودہ سو سال پہلے جزیرہ العرب کے شہر مکہ میں پیدا ہوئے۔ آپ ﷺ نے اہل مکہ کہ امی لوگوں کو لکھنا پڑھنا سکھایا، ان کی تعلیم و تربیت کا اہتمام فرمایا کیونکہ وہ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے۔ وہ لکھنے پڑھنے کو عار سمجھتے تھے۔ زبانی روایات اور حافظہ کے ذریعے ہی وہ اپنے علمی اثاثے کو محفوظ کرتے تھے۔ (سوائے مستثنیات کے)

ایسے عالم میں آنحضرت ﷺ نے ایک علمی تحریک کا آغاز کیا۔ آپ ﷺ نے مکہ میں دارالرقم کو مرکز تعلیم قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن کا جو حصہ نازل ہوتا تھا آپ ﷺ دارالرقم میں صحابہ کے سامنے تلاوت فرماتے اور اس کی تشریح بھی فرماتے تھے۔

مدینہ پہنچ کر آپ نے باقاعدہ صفحہ کے نام سے ایک درس گاہ کی بنیاد رکھی۔ اس طرح غیر رسمی تعلیمات کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ نے رسمی تعلیمات کا بھی اہتمام فرمایا۔ آپ ﷺ نے علم کے حصول اس کی اشاعت و ترسیل اور استحکام کے لئے زبردست تحریک چلائی۔ اور ہر ایک شخص کے لئے علم کی راہیں آسان بنائیں۔

1- حصول علم کی ذمہ داری: آپ ﷺ نے مرد و زن پر علم کا حصول لازمی قرار دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: طلب العلم فریضة علی

کل مسلم ومسلمة۔¹⁴

ترجمہ: علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ آپ ﷺ نے طلب علم کے لئے عمر کی شرط ختم کر دی۔

2- سربراہان کنبہ کی ذمہ داری: آپ ﷺ نے سربراہان کنبہ کے لئے ضروری قرار دیا کہ وہ اپنی بیوی بچوں کو بھی علم سکھائیں ورنہ ان سے اس کے بارے میں محشر کے دن سوال ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ۔¹⁵

تم میں سے ہر شخص رعایا کا (نگہبان) ہے اور ہر ایک سے رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔
امام بخاری نے حضرت مالک بن الحویرث کا واقعہ بیان کیا کہ وہ اپنے دوستوں کے ہمراہ آپ ﷺ کے پاس بیٹھ کر دن ٹھہرے۔ جب انہوں نے واپسی کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے بخوشی اجازت دے دی اور ساتھ ہی فرمایا:¹⁶
اپنے گھر والوں کے پاس چلے جاؤ، انہیں علم سکھاؤ اور (علم) سیکھنے کا حکم دو اور جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے اس طرح نماز پڑھو۔¹⁷

(3) پڑوسیوں کی ذمہ داری: گھر میں تعلیم و تعلم کا سلسلہ شروع کرنے کے بعد آپ ﷺ نے اس پاس کے لوگوں پر توجہ دی۔ آپ ﷺ نے پڑھے لکھے لوگوں کی ذمہ داری لگائی کہ وہ اپنے ارد گرد کے لوگوں کو تعلیم دیں ورنہ انہیں دنیا ہی میں سزا دی جائے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

ما بال أقوام لا يفقهون جبرائيل ولا يعلمونهم ولا يفتنونهم ولا يأمرونهم ولا ينهونهم۔¹⁸

لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ اپنے آس پاس کے لوگوں کو (پڑوسیوں) کو نہ دین علم کی تعلیم دیتے ہیں نہ فقہ کی تعلیم دیتے ہیں نہ وعظ کرتے ہیں، نہ نیکی کا حکم کرتے ہیں اور نہ برائی سے منع کرتے ہیں۔

(4) نشر علم کے لئے ایک جماعت کا قیام: علاوہ ازیں آپ ﷺ نے امت مسلمہ میں سے ایک گروہ کی باقاعدہ ذمہ داری لگائی کہ وہ ہر وقت لوگوں کو تعلیم دیتا رہے۔ قرآن مجید میں اس کا ذکر یوں کیا گیا ہے:

وما كان المؤمنون لينفروا كافة فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين ولينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم لعلهم يحذرون¹⁹

ترجمہ: اور یہ تو ہونے نہیں سکتا کہ مومن سب کے سب نکل آئیں۔ تو یوں کیوں نہ کیا کہ ہر ایک جماعت سے چند اشخاص نکل جاتے تاکہ دین (کا علم سیکھتے اور اس) میں سمجھ پیدا کرتے اور جب اپنی قوم کی طرف واپس آتے تو ان سے ڈر سنا تے تاکہ وہ حذر کرتے۔

(5) نسل نو کے لئے تعلیم کا انتظام: آپ نے نسل نو کی تعلیم کی طرف خاص توجہ فرمائی۔ والدین سے کہا گیا کہ وہ اپنی اولاد کو زیور علم سے آراستہ کرنے کا اہتمام کریں۔²⁰

آپ ﷺ نے فرمایا: أكرموا أولادكم فأحسنوا أدبهم۔²¹ مفہوم: اپنی اولاد کو بہترین آداب سکھائیں اور ان کی عزت کرنا سیکھیں۔ ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا:

آج کل امن و امان کا بہت بڑا مسئلہ پیدا ہوا ہے۔ اور سب کو اپنے جسم و جان، خاندان اور عزت و آبرو کی سلامتی سب کو عزیز ہے۔ امن

کا آرزو مند ہونا انسان کی فطرت میں داخل ہے، اس لئے ہر وجود امن اور سلامتی چاہتا ہے کیونکہ امن و سلامتی معاشرہ، افراد، اقوام اور ملکوں کی ترقی و کمال کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ اسی طرح اگر تمام اسلامی عبادات اور معاملات سے لے کر آئین اور قوانین سیاست و حکومت تک کا بغور جائزہ لیا جائے تو ان تمام چیزوں سے امن و سلامتی اور صلح و آشتی کا عکس جھلکتا ہے جو اسلام کا مقصد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نہ صرف امن کا حامی اور دعویٰ ہے بلکہ قیام امن کو ہر حال یقینی بنانے کی تاکید بھی کرتا ہے۔

نتائج:

1- قانونی نظام کے ساتھ ایک بڑا تعلق ملک کے تعلیمی نظام کا ہے۔ اگر نظام تعلیم افراد قوم کو مسلمان بنانے والا نہ ہو تو محض قانونی نظام کے نفاذ سے اسلامی معاشرے کی تشکیل کا مقصد پورا نہیں ہو سکتا۔ ایسا ہی معاملہ ملک کے معاشی نظام کا ہے۔ اگر اسے صحیح اسلامی خطوط پر استوار نہ کیا تو اس صورت میں محض قانونی نظام کی اصلاح مفید اور موثر ثابت نہیں ہو سکتی۔ اس بنا پر ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہماری پوری معاشرتی زندگی، اسلام کے مطابق ہو۔ ہماری حکومت کی نمایاں پالیسیاں اسلام کے مطابق ہوں اور حکومت کے سارے معاملات صحیح اسلامی خطوط پر انجام پائیں۔

2- تعلیم کے حصول کا حق بلا تفریق مذہب و ملت سب کا ہے چاہے وہ امیر ہو یا غریب، کسی بھی انسان کے ساتھ تعلیم کا رویہ میں بھید بھاؤ نہیں برتنا چاہئے، لہذا ہماری مرکز اور ریاستی حکومتوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ملک کے تمام باشندوں کے لئے یکساں تعلیم کے فروغ میں معتدل و متوازن نہیں ہے تو وہ ملک فز و فلاح کے حصول سے عاری رہے گا کیونکہ کسی بھی معاشرے کی ترقی کا راز اس میں ہے کہ ان کے ساتھ یکساں رویہ اختیار کیا جانا چاہئے اونچے تیج اور بھید بھاؤ کی سیاست سماج میں ابتری اور بے راہ روی کو فروغ دیتی ہے جس کے سبب معاشرہ کا امن تباہ ہو جاتا ہے اور معاشی اعتبار سے بھی ایسے معاشرہ کو کمزور تصور کیا جاتا ہے نتیجاً سماج کی یکجہتی ختم ہو جاتی ہے اور نفرت انتشار، ضکم عدولی جیسے جرائم کا ان پڑھ معاشرہ شکار ہو جاتا ہے۔ پھر اس کے جو منفی نتائج برآمد ہوتے ہیں وہ انتہائی ضرر رساں ثابت ہونگے نیز ان منفی افکار و نظریات کی زد میں پوری انسانیت کے آنے کا خطرہ بنا رہے گا جن کا کسی بھی پر امن معاشرے کے لئے تحمل کرنا ممکن نہیں۔ جب تعلیم یافتہ طبقہ ان کی حسرتوں آرزوں اور تمناؤں کی قدر کریگا تو پورے وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ سماج میں کوئی گھر خاندان اور فرد و بشر اپنی بے بسی کا شکوہ نہ کرے گا اور پھر پورا سماج تعلیم کے زیور سے آراستہ ہو جائے گا۔

حوالہ جات

1. خرم جاہ مراد، احیائے اسلام اور معلم، اشاعت اول، اپریل، 1981، سلیم منصور خالد، میٹر پرنٹر لاہور، ص-11
2. سورۃ البقرہ، آیت نمبر-129
3. سورۃ آل عمران، آیت نمبر-164
4. ابن خلدون ص-69

5. ابن خلدون، ایضاً، ص 70
6. محمد اشرف، اسلام اور بنیادی انسانی حقوق، ناشر پنجاب یونیورسٹی پریس لاہور، طبع اول 2013ء، ص-125
7. سورۃ زلزال، 7:8:99
8. ندوی، سید ابوالحسن، اسلامی تہذیب و ثقافت، ناشر، دعوت اکائیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، تاریخ اشاعت، 2005ء، ص-41، 40
9. یونس-19:10
10. آل عمران۔ آیت، نمبر 3:19
11. چییمہ، غلام رسول، اسلام کا عمرانی نظام، ناشر، گل فراز احمد علم و عرفان پبلشرز اردو بازار لاہور، اشاعت سال 2004ء، ص-36 سے 37
12. المائدہ-2:5
13. آل عمران، آیت نمبر، 3:110
14. ابن ماجہ، محمد بن یزید، السنن ابن ماجہ، جلد اول، ص-81
15. بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح بروایت عبد اللہ بن عمر
16. رب نواز، آنحضرت ص کی تعلیمی جدوجہد، اشاعت 2001ء، ادارہ تحقیق، 3-بہاول شیر روڈ، مزنگ، میٹر پرنٹر لاہور، ص-14
17. بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح کتاب الادب
18. الفاسی، محمد بن سلیمان جمع القوائد من جامع الاصول و مجمع الزوائد جلد اول
19. سورۃ التوبہ، آیت نمبر 122
20. رب نواز، آنحضرت ص کی تعلیمی جدوجہد، ص-26
21. ابن ماجہ، محمد بن یزید، الامام، سنن ابن ماجہ، کتاب الادب

Islamic Research Index

فہرستہ البحث الاسلامی
اسلامی تحقیق کا اشاریہ